ایام اللہ، قرآن کی روشنی میں
(ایک تحقیقی مطالعہ)

ڈاکٹر ندیم عباس*

Abstract

Ayyamillah (the days of Allah) refer to the happenings and events in the past due to which Allah bestowed a blessing upon a particular nation on account of their good deeds or sent down a punishment on the people as a result of their evil actions. These happenings and the days in which they took place need to be remembered. People will be encouraged to do good whenever the Ayyamillah and the favours bestowed by God in these special days will be brought to mind. Similarly, the recollection of those days in which people were punished for disobeying God will press them to refrain from the deeds that brought wrath of God in the past. The purpose of remembering the Ayyamillah is to create a divine society by conveying the message of God to the people and disseminating Islamic teachings in these special days. It is worthy of note too that Ayyamillah don't only refer to the days that have passed, but if any event takes place in any age and the Divine message gets widely known by virtue of it, leading a large number of people to know about Islam falls in the category of Ayyamillah as well.

Key Words: Quran, Ayyamullah, God, Divine

پس منظر

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کچھ ایام کی نسبت اپنی طرف دی ہے کہ ایام میرے ایام ہیں۔ ویسے تو تمام ایام اللہ کے ایام ہی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی کچھ خاص ایام کو اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر رہا ہے؟ یہ ایام کونسے ہیں؟ ان کا فلسفہ کیا ہے؟ اگر کوئی ان کا فلسفہ ہے تو کیا اس فلسفہ کی بنیاد پر ان ایام میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ یا یہ منصوص ہیں جو اللہ تعالی نے بتا دیے ہیں انہی پر اکتفا کیا جائے گا اور کسی دوسرے یوم کو یوم اللہ نہیں کہا جائے گا؟

* وزٹنگ فیکلٹی فضائیہ یونیورسٹی، اسلام آباد

اوقات اور سنت الٰہی

اللہ تعالیٰ یہ سنت رہی ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کے درمیان درجات مقرر کیے ہیں بالکل اسی طرح اوقات کے درمیان بھی درجات مقرر کیے ہیں۔ قبل از اسلام کی بات کی جائے تو یہودیوں کے لیے ہفتہ کے دن کو مقدس قرار دیا گیا تھا اور مسیحیوں کے لیے اتوار کو ہفتہ کا افضل دن قرار دیا گیا اور مسلمانوں کے لیے جمعہ کے دن کو عام دنوں کی نسبت جمعہ فضیلت عطا کی۔ عام مہینوں سے ماہ مبارک رمضان کو فضیلت بخشی اور پوری ماہ رمضان میں بھی شب قدر کو اور زیادہ اہمیت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ[۱]

شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اس آیت مجیدہ میں لیلۃ القدر کو ایک ہزار ماہ سے بھی افضل کہا گیا۔

اسی طرح جس دن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اس دن کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا[۲]

اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن، اور میری وفات کے دن، اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

اس آیت مجیدہ میں حضرت مسیحؑ کی ولادت، وفات اور دوبارہ مبعوث ہونے والے دنوں کی اہمیت کو بتا جا رہا ہے کہ یہ عام دنوں کی طرح نہیں ہیں۔

جو واقعات انبیاءؑ کے ساتھ پیش آئے ان کا ذکر کرنا اور ان کے ذریعے سے ہدایت کا انتظام کرنا مطلوب عمل ہے۔ انبیاء یا اولیائے الٰہی کے ایام ولادت و وفات کو اس انداز میں منانا کہ اس سے ہدایت لی جائے ان بندگانِ خاص کی تعلیمات کو عام کیا جائے، معاشرے میں اسلامی بیداری کی لہر پیدا کی جائے ایک مطلوب عمل ہے۔

ایام اللہ کون سے دن ہیں؟

مشہور محقق ابوالحسن شعرانی ایام اللہ کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایام اللہ سے مراد وہ بڑے واقعات ہیں جنہوں نے تاریخ کو رخ دیا یہ کسی نعمت کے نازل ہونے یا کسی بلا کے آنے کے دن ہو سکتے ہیں۔[۳]

ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری لکھتے ہیں:

أن المُراد هُنَا: وَقَائعهُ وَأَحدَاثهُ. قَال ابنُ السكيْت: العَرب تقُولُ (بأَيَام الله) (الأيَام)، فِي مَعْنَى الوَقَائع، يقَالُ: فَلان عَالم بأيَام العربْ، أَي: بِوَقَائعهَا. وَمِن ذَلكَ أَيَام العَرَب؛ لحروبهَا وَمَلاحمهَا، كيوم ذِي قَار، ويوْمِ الفجَار، ويوْمِ جبلة، وَيَومَ البيداء. وَغيرهَا من أيَام العرب المشهورة. وقال تعالى: وَتِلْكَ الأَيَامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النّاس [5]

ایام اللہ سے مراد وہ واقعات اور حادثات ہیں جیسے ابن سکیت کہتا ہے جب عرب الایام کہتے ہیں تو ان کی مراد واقعات ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلان تو ایام العرب کا عالم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعات کا عالم ہے جیسے میں عرب کی جنگیں جیسے ذی قار، یوم فجار، یوم جبلہ، یوم البیداء وغیرہ عرب میں مشہور ہیں۔

قرآن مجید میں یوم کی مدت

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے دن کی مدت کو بیان کیا ہے۔ایک جگہ قیامت ایک یوم کو پچاس سال کے برابر کہا گیا ہے اور دوسری جگہ اسے ایک ہزار سال کہا گیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ [6]

فرشتے اور روح اس کی بارگاہ میں ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

يُدَبِّرُ الأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ [7]

وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر معاملہ کی تدبیر کرتا ہے اور پھر ہر معاملہ اس کی بارگاہ میں اس دن پیش ہوگا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہو گی۔

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ [8]

اور آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک دن تم لوگوں کے شمار کئے ہوئے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

پہلی آیت میں ایک دن کی مقدار کو پچاس ہزار سال کہ گیا ہے اور دوسری دونوں آیتوں میں دن کی مقدار ایک ہزار سال بیان کی گئی ہے۔اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہا کیا قرآن مجید کی آیات کا آپس میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے؟ کیونکہ ظاہری طور پر یہی لگتا ہے کہ ان میں تناقض ہے چونکہ تناقض یا تضاد اللہ کے کلام میں محال ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ ان سے مراد کیا ہے؟

مشہور مفسر قرآن علامہ شنقیطی صاحب نے الاتقان سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

الوجهُ الأول : هُو مَا أَخْرجه ابن أَبي حَاتم منْ طَريق سَمَاك عَن عَكرَمَة عَنْ ابن عَبَاس منْ أَن يَوم الألف فيْ سُورة الحَج هو أَحد الأيام الستة التي خلق الله فيها السماوات والأرض ، ويوْمُ الألف فيْ سُورة السجدة هو مقْدار سير الأمر وعُرُوْجه إليه تعالى. وَيَومُ الخمسين أَلفاً هُو يومُ القيامة .

الوجهُ الثاني : أَن المراد بجَميعهَا يوْم القيامة وأن الاختلاف باعْتبار حَال المُؤمن والكافر ؛ ويُدل لهذا قوله تعالى : (فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ) ذكر هذين الوجهين صاحب الإتقان[٩]

عکرمہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سورہ حج میں جو ایک ہزار سال ہے اس سے مراد ان چھ ایام میں سے ایک یوم ہے جس میں اللہ تعالی نے زمین و آسمان خلق کیے ہیں۔ جو ایک ہزار سال سورہ سجدہ میں اس سے مراد پورے امر کا اللہ تعالی کی طرف آنے کا بیان ہے۔ یہ جو پچاس سال کا دن ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

اسے ایک دوسری طرح سے بھی حل کیا گیا ہے کہ ان تمام سے مراد قیامت کا دن لیکن اس میں وقت کا مختلف ہونا مومن اور کافر کے اعتبار سے ہے اور اس پر دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ، عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ[١٠]

تو وہ دن بڑا سخت دن ہو گا۔ اور کافروں پر آسان نہ ہو گا۔

مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ پچاس ہزار سال والی آیت کا تعلق قیامت کے دن سے ہے:

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَه صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُه وَجَبِينُه وَظَهْرُه، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَه، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَه إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ[١١]

کوئی بھی سونے چاندی کا مالک جس نے اس میں سے حق (زکوۃ) نہیں دیا ہو گا جب قیامت کا دن ہو گا اس کے لیے جہنم تیار ہو گی اس پر جہنم کی آگ ڈالی جائے گی۔ اس میں اس کے پہلو اور کمر ہو گی جب وہ ٹھنڈی ہو گی تو دوبارہ بھڑکا دی جائے یہ وہ دن ہے جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ

اللہ بندوں کے درمیان فیصلے کرے گا اور پھر دیکھے گا کہ اس کا (زکوۃ نہ دینے والے) راستہ جنت ہے یا جہنم ہے۔

اسی طرح ابن عباس سے مروی حدیث بھی یہ بتاتی ہے کہ اس دن کا تعلق آخرت سے ہے:

عَن ابن عَبَاس :هَذَا يَوم القيَامَة، جَعَله الله تَعَالى عَلَى الْكَافِرِينَ مِقْدَار خَمْسِينَ أَلْف سَنَةٍ [۱۲]

ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ قیامت کا دن ہے جس کو اللہ تعالی نے کافرین کے لیے پچاس ہزار سال کا قرار دیا ہے۔

اس پوری بحث سے دو باتیں سامنے آئیں ہیں:

۱۔ان آیات میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ ایک ہزار سال والی آیت کا تعلق تخلیق کائنات اور دنیا سے ہے، پچاس ہزار سال والی کا تعلق آخرت سے ہے لہذا ان کا آپس میں کوئی تناقض نہیں ہے۔

۲۔دوسری رائے یہ ہے کہ ان تمام آیات کا تعلق آخرت سے ہے مگر وقت کی مقدار کا اختلاف مؤمن و کافر کے اعتبار سے ہے کیونکہ مشکل وقت اگرچہ کم بھی ہو تو بہت زیادہ لگتا ہے اور اچھا وقت جلدی گزر جاتا ہے۔

ایام اللہ مفسرین قرآن کی نظر میں

مفسرین نے ایام اللہ کی وضاحت میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے ہم چند مشہور مفسرین کی آراء کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔روزِ نزولِ ونعمت وانعام

ہر وہ دن جس میں اللہ تعالی نے اپنی نعمتیں نازل کیں یعنی انبیاؑ کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات جن میں اللہ تعالی نے انبیاؑ پر اپنے انعامات نازل کیے جیسے حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کو آل فرعون سے نجات دی، من و سلوی کو نازل کیا، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو نجات دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات بخشی یہ تمام واقعات اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ نعمتیں ہیں جو اس نے اپنی انبیاؑ پر نازل فرمائیں۔[۱۳]

۲۔ روزِ نزولِ عذاب الٰہی

ایام الٰہی سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیے جیسے قوم عاد، ثمود اور نوحؑ پر عذاب نازل کیا۔[۱۴]

۳۔ روزِ نزولِ نعمت و عذاب

ایام اللہ سے مراد نعمت اور عذاب دونوں کے نازل ہونے کے ایام مراد ہیں اس سے مراد اللہ کی سنتیں ہو جائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر اپنے انعامات کو نازل کیا یا عذاب سے دوچار کیا۔ اسی طرح اس سے مراد ایک الٰہی حکومت کا قیام بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و طاقت سے یہ حکومت قائم کرے گا۔[۱۵]

۴۔ ایک اور تفہیم

بعض مفسرین نے یہ فرق رکھا ہے کہ ایام اللہ سے مراد تو ہر دو ہیں مگر جب کسی مؤمن پر نعمت ہو گی تو یہ کافر کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہے۔ جیسے اللہ کسی خاص بندے کو حکومت دے تو اس سے جہاں مومنین پر انعام ہے وہیں کفار کے لیے مایوسی کا دن بھی ہے۔[۱۶]

ایام اللہ احادیث کی روشنی میں

حضرت نبی اکرم ﷺ ایام اللہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَامَ مُوسَى يَوْمًا فِي قَوْمِه فَذَكَّرَهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ، وَأَيَّامُ الله نَعْمَاؤُهُ[۱۷]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دن حضرت موسیٰؑ اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور ان کو ایام اللہ یاد کرائے یعنی وہ ایام جن میں اللہ تعالیٰ نے نعمتیں نازل دیں تھیں۔

حضرت علیؑ ایام اللہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من كتَاب له عَليه السلام الى قثم بن عباس وهو عَامله على مكة: أَمَّا بَعْدُ فَأَقِمْ لِلنَّاسِ اَلْحَجَّ وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اَللهِ وَ اِجْلِسْ لَهُمُ اَلْعَصْرَيْنِ فَأَفْتِ اَلْمُسْتَفْتِيَ وَ عَلِّمِ اَلْجَاهِلَ وَ ذَاكِرِ اَلْعَالِمَ[۱۸]

والی مکہ قثم بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے نام: لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سر و سامان کرو اور اللہ کے یادگار دنوں کی یاد دلاؤ اور لوگوں کے لیے صبح و شام نشست و برخاست رکھو۔ مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتا دو، جاہل کو تعلیم دو اور عالم سے تبادلہ خیال کرو۔

ان احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں جن میں اللہ تعالی نے کسی قوم پر ان کی اطاعت کے سبب اپنی نعمتوں کا نزول فرمایا یا ان کی نافرمانی کے سبب ان کو سزا دی۔

قرآن میں مذکور ایام اللہ

ا۔ حضرت صالحؑ کی قوم پر عذاب کا دن

حضرت صالحؑ کی قوم نے نافرمانی کی اور ناقہ کو مار ڈالا جس کی وجہ سے ان پر اللہ تعالی نے عذاب نازل کیا اللہ تعالی نے جس دن عذاب نازل ہوا اس کا تذکرہ قرآن میں کیا ہے اور اس عذاب کی کیفیت کو بھی بیان کیا ہے۔

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَه بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ[19]

پس ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں (اسے مار ڈالا) تب صالح (ع) نے کہا کہ اب تین دن تک اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو (کھاپی لو) یہ وہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہے۔ پس جب ہمارا حکم (عذاب) آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات دے دی اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا بے شک پروردگار بڑا طاقتور، بڑا زبردست ہے۔

اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک زوردار کڑک نے آپکڑا وہ اس طرح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

جس دن یہ واقعہ رونما ہوا اس وقت کے لوگوں اور آج تک کے لیے لوگوں کے لیے ہدایت کا باعث ہے۔

۲۔ حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب کا دن

حضرت لوطؑ کی قوم جب گناہ میں مبتلا ہو کر نافرمان ہو گئی تو اللہ تعالی نے آپ کی قوم پر عذاب نازل کیا اس کی خبر دینے کے لیے فرشتے آپؑ کے پاس جن کے ساتھ قوم کا رویہ انتہائی نامناسب تھا قرآن اس واقعہ کے بارے میں کہتا ہے:

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ [۲۰]

تب انہوں (مہمانوں) نے کہا اے لوط علیہ السلام ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں یہ لوگ ہرگز آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے تم رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل و عیال کو لے کر نکل جاؤ۔ سوائے اپنی بیوی کے اور خبردار تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ کیونکہ اس (بیوی) پر وہی عذاب نازل ہونے والا ہے جو ان لوگوں پر نازل ہونے والا ہے اور ان (کے عذاب) کا مقرر وقت صبح ہے کیا صبح (بالکل) قریب نہیں ہے؟

جیسے ہی صبح ہو تو ان پر اللہ تعالی کا عذاب نازل ہو گیا۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ [۲۱]

اور (پھر) صبح سویرے ان پر دائمی عذاب آ پہنچا۔

۳۔ حضرت شعیبؑ کی قوم پر عذاب کا دن

حضرت شعیبؑ کو مدین میں مبعوث کیا گیا تھا۔ مدین کے لوگ ناپ تول میں کمی کے گناہ کا شکار تھے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهم شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُه وَلَا تَنْقُصُوا المِكْيَالَ وَالمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ [۲۲]

اور ہم نے اہلِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انھوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ میں تمہیں اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ (کفرانِ نعمت اور غلط کاری سے) عذاب کا ایسا دن نہ آ جائے جو سب کو گھیر لے۔

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو پہلے گزرے ہوئے ایام اللہ کے ذریعے سے بھی ڈرایا۔

وَيَاقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ [۲۳]

اور اے میری قوم! میری مخالفت تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ایسے کام کرو کہ جن کی پاداش میں تم پر بھی وہی آفت آپڑے جو نوح علیہ السلام یا ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام کی قوم پر آئی تھی۔اور قومِ لوط علیہ السلام تو تم سے کچھ دور نہیں ہے۔

مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے نبیِ خدا کو جھٹلایا اور ان کی بات نہ مانی اور خدا کے نافرمان ہی رہے۔ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل کر دیا گیا۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ [۲۴]

پس ان لوگوں نے ان (شعیب علیہ السلام) کو جھٹلایا تو سائبان والے دن کے عذاب نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔بے شک وہ ایک بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

۴۔حضرت موسیٰؑ کی کامیابی کا دن

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے جادو گروں کے درمیان حق و باطل کی تمیز کے لیے ایک بہت بڑے مقابلہ کا اہتمام ہوا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى [۲۵]

موسیٰ نے کہا تمہارے لئے وعدہ کا دن جشن والا دن ہے اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کر لئے جائیں۔

فرعون نے میلے والا دن مقابلہ کے لیے انتخاب کیا کیونکہ وہ اس غرور میں مبتلا تھا کہ ہر صورت میں اس کے جادو گر جیت جائیں گے پھر مقابلہ کا دن آیا۔

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَى [۲۶]

لہٰذا تم اپنی سب تدبیریں (داؤ پیچ) جمع کرو۔اور پرا باندھ کر (مقابلہ میں) آجاؤ۔یقیناً فلاح وہی پائے گا جو غالب آئے گا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى [۲۷]

چنانچہ (ایسا ہی ہوا کہ) سب جادو گر (بے ساختہ) سجدے میں گرا دیئے گئے (اور) کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے ہیں۔

اس طرح اللہ تعالی نے فرعون کے دربار میں حضرت موسیؑ کو فتح ونصرت عطافرمائے اور اس واقعہ کے نتیجہ میں اسی وقت جادوگروں نے اسلام قبول کر لیا۔اس طرح اس روز پیش آنے والا واقعہ انسانوں کے لیے ہدایت کا باعث بنا۔

۵۔بنی اسرائیل کی نصرت کا دن

فَالْمُرَاد بِ (أيَام الله) هُنا اَلأَيَّام اَلَتِي أَنْجَی اَللّٰهُ فِيْهَا بَنِي إِسْرَائِيْلَ مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَ نَصَرَهُم وَسَخَّرَ لهُمْ أَسبَابَ الْفوزَ وَالْنصَرَ وأغدق عَلَيْهِمْ اَلنعَمْ فِي زَمَنْ مُوسَیٰ عَليْهِ السَّلَام [۲۸]

ایام اللہ سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی ان کو فتح دی ان کے لیے کامیابی اور فتح کے اسباب فراہم کر دیے، یہ حضرت موسیؑ کے زمانہ میں ہوا۔

٦۔بنی اسرائیل کی نجات کا دن

وَ لَقَدْ أَرْسَلْنا مُوسي بِآياتِنا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَک مِنَ الظُّلُماتِ إِلَي النُّورِ وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ إِنَّ في ذلِک لآياتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ[۲۹]

اور بیشک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ (اے موسیٰ!) تم اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاؤ اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ (جو ان پر اور پہلی امتوں پر آ چکے تھے)۔ بیشک اس میں ہر زیادہ صبر کرنے والے (اور) خوب شکر بجالانے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔

٦۔بعثت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایام اللہ

ان تمام ایام اللہ کا تعلق تو قبل از اسلام واقعات و ایام سے تھا۔اسلام کی بات کی جائے تو بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ہجرت ،جنگ بدر، فتح مکہ ،قرآن، غدیر اور بہت سے واقعات ہو سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں تاریخ اسلامی کا ایک نیا رخ ملا اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ہدایت پائی۔

قُلْ لِلَّذينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذينَ لا يَرْجُونَ أَيَّامَ الله لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِما كانُوا يَكْسِبُونَ[۳۰]

آپ ایمان والوں سے فرمادیجئے کہ وہ اُن لوگوں کو نظر انداز کر دیں جو اللہ کے دنوں کی (آمد کی) امید اور خوف نہیں رکھتے تاکہ وہ اُن لوگوں کو اُن (کے اعمال) کا پورا بدلہ دے دے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

فلسفہ ایام اللہ

علامہ ابن عاشور فلسفہ ایام اللہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْتَذْكِير بأَيام الله يَشتَمل عَلى آيَات قدرَةَ الله وعِزتِهِ وَتأيِيد مَنْ أَطَاعه، وَكل ذَلِك آيَاتْ كَائِنَة فِيْ الإخَراج وَالتَذْكِير عَلى اِخْتلَاف أَحْوَاله[31]

ابن عاشور لکھتے ہیں کہ تذکر بایام اللہ، اللہ کی قدرت و عزت کی نشانیوں اور ان کے اطاعت گزاروں کو حاصل تائید (نصرت خدا) کو شامل ہے یہ مختلف حالات و واقعات میں اللہ کی پیدا کردہ نشانیاں ہیں۔

امام بغوی فلسفہ ایام اللہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَال مقاتل: بِوَقَائع الله فِي الأمَم السَالفَة . يقَال: فَلانْ عَالِم بأَيَام العَرَب ، أي بِوَقَائعهمْ ، وَإنمَا أرَادَ بِمَا كَان فِي أيَام اللهِ مِن النِعمَةِ والمحَنةِ ، فَاجتزأ بِذِكر الأيَامِ عَنْهَا لأنهَا كَانت مَعْلومَة عندَهمْ[32]

مقاتل نے کہا ایام اللہ سے مراد سابقہ امتوں کے واقعات ہیں جب کہا جاتا ہے کہ فلاں ایام عرب کا عالم ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ واقعات کا عالم ہے۔ یہاں ایام اللہ سے مراد اللہ کی طرف سے نازل کردہ نعمتیں اور بلائیں ہیں یہاں پر صرف ایام کو ذکر کیا ان واقعات کا ذکر اس لیے نہیں کیا کیونکہ عرب ان کو جانتے تھے۔

استاد الریسونی تحریر کرتے ہیں:

قَال الأستاذ الريسوني. وَلَيس هَذا خَاصاً بِموسَىٰ عَليْه السَلام، كَمَا قَد يُفهَم مِنْ الآية المَذْكورَة، بَل هِيَ سنة اللهِ فِي عَامةِ أنبيائه وَرسلَه، وَمِنْهم محمدﷺ. فَمِن المَعلوم أن حيزاً كَبيراً مِنْ القَرآن الكريمْ إنمَا هو تَذْكِير (بأيام الله)، ودَعَوة لِلاعتِبار بهَا[33]، فَاعْتَبِرْوا يَا أولي الأَبْصَارْ[34]

استاذ الریسونی کہتے ہیں (ایام اللہ) حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خاص نہیں ہیں جیسا کہ اس آیت سے کبھی مراد لے لیا جاتا ہے بلکہ یہ اللہ کی تمام انبیاءؑ و رسلؑ کے لیے سنت ہے۔ اور ان میں سے ایک محمد ﷺ ہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ تذکیر (ایام اللہ) اور دعوت پر مشتمل ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الأَبْصَارِ[35]

عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو۔

ایام اللہ کا فلسفہ فقط یہ ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت جس واقعہ کے تذکرہ سے راہ راست پر آ جائے جس کے ذریعے لوگ میں نور ایمان آ جائے ایسا عظیم واقعات جو لوگوں کی بڑی تعداد کی ہدایت کا باعث جائے یا کوئی ایسا چھوٹا واقعہ یا دن جس میں کسی انسان کو ہدایت حاصل ہو جائے اس میں بنیادی بات یہی ہے کہ جس روز یا واقعہ کے نتیجہ میں انسان کو ہدایت حاصل ہو جائے۔

کیا ایام اللہ محدود ہیں؟

قرآن مجید میں جن واقعات کا ذکر ہوا ہے اور جن ایام میں ہوا ان میں ان کے ذریعے سے ہدایت حاصل کرنا بہت احسن عمل ہے مگر یہ سوال کہ کیا انسانوں کی ہدایت کے لیے ایام اللہ وہی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں؟ ایسا نہیں ہے بلکہ لوگوں کی تذکیر کے لیے ان کے عہد میں پیش آنے والے بڑے واقعات جن ایام میں پیش آئے ہوں اور اس کے نتیجے میں انسانوں کی ایک بڑی تعداد نے ہدایت پائی ہو، اسلام کا بول بالا ہوا ہو تو ان کو بھی ایام اللہ میں شمار کیا جا سکتا ہے بلکہ لوگوں کے عہد میں پیش آنے والے واقعات بعض اوقات لوگوں کو دعوت دین دینے لیے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

خلاصہ

ایام اللہ سے مراد گذشتہ کسی بھی زمانے میں پیش آنے والا واقعہ ہے جس میں اللہ تعالی نے کسی قوم پر ان کے اچھے اعمال کی وجہ کوئی نعمت نازل کی ہو یا کسی قوم کی نافرمانی کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا ہوا۔ ان واقعات کو، جن ایام میں یہ واقعات پیش آئے ان کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب ان ایام اللہ کا تذکرہ ہو گا اور اس میں کسی قوم پر انعام کا ذکر آئے گا تو لوگ عمل کی طرگ آئیں گے اسی طرح اگر کسی قوم پر عذاب کا ذکر ہو گا تو اس سے لوگ اس برے عمل سے دور ہوں گے جس کی وجہ سے اس قوم پر عذاب نازل ہوا تھا۔ ان ایام کو یاد کرنا جن میں یہ واقعات پیش آئے ایام اللہ کی یاد میں آتا ہے جن کا مقصد پیغام خدا کو لوگوں تک پہنچانا اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرا کر ایک الہی معاشرہ کو تشکیل دینا ہے۔ ایک اہم نقطہ یہ بھی کہ ایام اللہ صرف وہی نہیں جو گزر چکے ہیں بلکہ اگر اس دور میں بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس سے پیغام الہی عام ہوتا ہے اس کے اظہار سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام سے روشناس ہوئی ہے تو وہ واقعہ بھی فلسفہ ایام اللہ کے مطابق ایام اللہ میں داخل ہو گا۔

حوالہ جات

[1] ۔ قدر: ۳

[2] ۔ مریمؑ: ۱۹

[3] ۔ شعرانی، ابوالحسن، نثر طوبی، مطبع اسلامیہ، تہران،، ج ۲، ص ۶۰۴

[4] ۔ الواحدی، ابوالحسن علی بن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولی ۱۹۹۴ء، ج ۳ ص ۲۳

[5] ۔ آل عمران: ۱۴۰

[6] ۔ معارج: ۷۰

[7] ۔ سجدہ: ۳۲

[8] ۔

[9] ۔ الشنقیطی، محمد امین بن محمد مختار، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، مؤسسہ سلیمان بن عبد العزیز، ج ۵ ص ۷۸۴

[10] ۔ مدثر: ۷۴

[11] ۔ امام مسلم، صحیح مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ رقم الحدیث: ۹۸۷

[12] ۔ ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۵ ص ۵۶۸

[13] ۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج ۱۳، ص ۲۳۹ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، بیروت، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج ۶، ص ۲۷۴

[14] ۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی التفسیر القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت، ج ۵، ص ۲۰۹ طبری، جامع البیان، ۱۴۲۰ق، ج ۱۱، ص ۲۲۷

[15] ۔ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، مؤسسہ اعلمی، بیروت، ج ۱۲، ص ۱۸ طبرسی، مجمع البیان، ج ۶، ص ۴۶۷

[16] ۔ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ج ۱۰، ص ۲۷۲ فیض کاشانی، محمد، تفسیر الصافی، مکتبہ الصدر، تہران، ج ۳، ص ۸۰

[17] ۔ امام نسائی، السنن الکبری، رقم الحدیث: ۱۰۷۴۶

[18] ۔ سید رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغہ، موسسہ امیر المومنین، قم، مکتوب نمبر ۶۷

[19] ۔ ھود: ۶۷، ۶۶، ۶۵

[20] ۔ ھود: ۸۱

[21] ۔ قمر: ۳۹، ۳۸

[22] ۔ ھود: ۸۴

[23] ۔ ھود: ۸۹

[24] ۔ شعراء ۱۸۹

[25] ۔ طہ: ۴۹

[26] ۔طہٰ: ۶۴

[27] ۔طہٰ: ۷۰

[28] ۔ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور التونسی، الدار التونسیۃ للنشر، تونس سنۃ النشر: ۱۹۸۴، ج ۱۳ ص ۱۹۰

[29] ۔ابراھیم: ۵

[30] ۔جاثیہ: ۴۵

[31] ۔ابن عاشور، التحریر والتنویر، ج ۱۳ ص ۱۹۰

[32] ۔بغوی، امام ابی محمد حسن بن مسعود الفراء الشافعی، معالم التنزیل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۳ ص ۲۲

[33] ۔http://articles.islamweb.net/Media/index.php?page=article&lang=A&id=

[34] ۔حشر: ۲

[35] ۔حشر: ۲

منابع و ماخذ

۱. الواحدی، ابوالحسن علی بن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولی ۱۹۹۴ء

۲. شعرانی، ابوالحسن، نثر طوبی، مطبع اسلامیہ، تہران

۳. الشنقیطی، محمد امین بن محمد مختار، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، مؤسسہ سلیمان بن عبد العزیز، سعودی عرب

۴. ابن کثیر، امام حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۵. امام مسلم، صحیح مسلم، صحیح مسلم

۶. طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

۷. طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۸. طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی التفسیر القرآن، دار المعرفۃ، بیروت

۹. طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، مؤسسہ اعلمی، بیروت

۱۰. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، تہران

۱۱. فیض کاشانی، محمد، تفسیر الصافی، مکتبہ الصدر، تہران

۱۲. امام نسائی، السنن الکبری

۱۳. سید رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغہ، موسسہ امیر المومنین، قم

۱۴. ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور التونسی، الدار التونسیۃ للنشر، تونس سنۃ النشر: ۱۹۸۴

۱۵. بغوی، امام ابی محمد حسن بن مسعود الفراء الشافعی، معالم التنزیل، دار الکتب العلمیہ، بیروت